رحمۃ اللہ علیہ

امام مجدد اعلیٰ حضرت اور جدید علوم

مؤلف

ابو الھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی رضوی

تالیف جنوری 2013

جامعہ محمودیہ رضویہ

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

امام مجدد اعلیٰ حضرت اور جدید علوم

امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ کی علمی وسعت بیان کرنا اور اسے کسی مضمون میں سمانا سمندر کو کوزے میں سمانے کے مترادف ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی علمی شان اور اس کے مختلف گوشوں کو سامنے لانا فرد واحد کی بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے اداروں کی ضرورت ہے۔ آپ کی علمی تحقیقات کو وہی بیان کرسکتا ہے جس نے آپکے علمی تصانیف اور فتاویٰ کو باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔ اسی حقیقت کا اظہار معروف دیوبندی عالم مفتی محمد سعید خان صاحب (جو دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے مجاز خلیفہ ہیں) ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ''فتاویٰ رضویہ میں جناب احمد رضا خان صاحب جو ہمیں فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، اور متعدد موجودہ دنیوی علوم پر بحث کرتے ہوئے ملتے ہیں تو ان کی معلومات کا اصل منبع یہی نصاب اور اس سے متعلقہ کتابیں ہی تو ہیں، جو انہوں نے نہایت عرق ریزی سے پڑھی تھیں۔ ان کا اور ہمارا مسلکی اختلاف اپنے مقام پر لیکن کیا قرآن ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ اگر کوئی خوبی دشمن میں بھی ہو تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الّا تعدلو ا اعدلو ھو اقرب للتّقویٰ (پ ۶ سورہ المائدہ آیت ۸) اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات آمادہ نہ کرنے کہ تم انصاف سے کام نہ لو، اور یہی طرز عمل تقویٰ سے قریب ہے۔ جناب احمد رضا خان صاحب کی اس خوبی کا اعترف یا انکار کرنے کا حق صرف اسی شخص کو پہنچتا ہے، جس نے ان کے فتاویٰ رضویہ کی تیس (۳۰) جلدوں کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔'' (قیام دارالعلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۲۹، ۳۰) شائد ہی کوئی ایسا عالم ہو کہ جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تمام تصنیفات کا پورا مطالعہ کیا ہو۔ ہاں بوقت ضرورت ہر مکتبہ فکر کے علماء استفادہ کرتے آرہے ہیں۔ امام مجدد جب بھی کسی مسئلے کا جواب لکھتے ہیں تو اس میں کئی کئی اشکالات اور مسائل حل فرماتے ہیں۔ اور نئے نئے علمی نکات سامنے لاتے ہوئے محققین کے لئے علمی موتیاں جمع فرماتے ہیں۔ خواہ وہ شرعی امور ہوں یا دنیاوی امور اعلیٰ حضرت ہر میدان میں اسلام کی حقانیت کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مستشرقین اور غیر مسلم سائنسدانوں نے جب بھی اپنے نت نئے تحقیقات، مشاہدات سے قرآن واحادیث کو جھٹلانے کی کوشش کی اور اپنے تحقیقات کے بل بوتے اسلام پر حملہ آور ہوئے تو امام مجدد قدس سرہ نے قرآن و

احادیث کی روشنی میں انکا بھرپور رد کر کے معترضین کی تحقیقات کو Chalange کیا۔ اور بالآخر معترضین کو اپنے اشکالات سے رجوع کرنا پڑا۔ جیسا کہ فخر پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے ''مجلہ امام احمد رضا کانفرس'' اگست ۲۰۰۲ء کے لئے ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے نام اپنے پیغام میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ ''تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب بھی دین حق کے خلاف استعماری قوتیں برسرپیکار ہوئیں اور اسے نقصان پہنچانے کی کوششیں کی تو اللہ رب العزت نے ان کے مکروہ عزائم کو روکنے کیلئے ایک ایسی جلیل القدر ہستی کو پیدا فرمایا جس نے اپنے فکر و عمل کے ساتھ ہر محاذ پر مردانہ وار مقابلہ کیا اور بھرپور انداز سے اسلامی فکر کی ایسی ترجمانی کی کہ اسلام دشمن قوتوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا شمار بھی تاریخ کی ایسی شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنی تصنیفات [redacted] سے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نیا فکری انقلاب پیدا کیا اور ہر محاذ پر اسلامی فکر کو اجاگر کیا'' (امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۱۵)۔ برطانوی انگریز نو مسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب اپنی تصنیف۔

THE WORLD IMPORTANCE OF IMAM AHMAD RAZA

میں لکھتے ہیں۔ ''امام احمد رضا کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی میں کامل سچائیاں ہیں اور کسی بھی طرح ان کی تردید کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر سائنس دانوں نے ایسا کیا بھی تو امام احمد رضا نے ان کے دلائل کو اسلامی دلائل سے رد کیا اور ان کے پرخچے اڑا دیئے'' (ترجمہ امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ص ۸) مزید لکھتے ہیں! ''امام احمد رضا کا نظریہ تھا کہ سائنس کو کسی طرح بھی اسلام سے فائق اور بہتر تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی اسلامی نظریئے، شریعت کے کسی جز، یا اسلامی قانون سے گلوخلاصی کیلئے اسکی دلیل مانی جاسکتی ہے۔ اگرچہ وہ خود سائنس میں خاصی مہارت رکھتے تھے لیکن اگر کوئی اسلام میں سائنس سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے کوئی تبدیلی لانا چاہتا تو آپ اسے ٹھوس علمی دلائل سے جواب دیتے تھے۔ یہی ان کی عالمی اہمیت کی بڑی دلیل ہے'' (امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ترجمہ ص ۹،۸) ڈاکٹر صاحب اعلیٰ حضرت کی عالمی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''ہاں! مغرب کے اپنی غلطی کے اعتراف سے سو سال قبل! اپنی زندگی میں امام احمد رضا نے سائنس دانوں کی حماقتوں کا جواب دینے کی جدوجہد فرمائی لیکن بلاشبہ احمق یورپیوں کی پوری دنیا کے مقابل وہ یک و تنہا تھے۔ تاہم انہوں نے سائنس کو اس کے اصل مقام پر رکھنے کیلئے

مسلمانوں کوضروری کام پر لگادیا۔انہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ سب سے بڑا چیلنج سائنس کی پرستش اور اس کا وہ طریقہ تھا جس سے وہ اسلامی حکمت و دانش کو دھمکارہی تھی۔امام احمد رضا کے زمانے کے مقابلے میں آج ہم سائنس کو چیلنج کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہیں۔کیونکہ آج مغرب میں بہت سے لوگ خود ہی سائنس کی محدودیت کو جان گئے ہیں، امام احمد رضا سائنس کے مقابل اسلام کا دفاع کرنے اور سائنس کی حدیں واضح کرنے کی کاوشوں کی وجہ سے عالمی اہمیت کی حامل شخصیت ہیں۔صرف امام احمد رضا کے طریق کو اپنا کر ہی مسلم دنیا اپنے تباہ کن ماضی اور حال سے پیچھا چھڑا سکتی ہے"۔(ترجمہ امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ص ۹) امریکی و یورپی سائنسدانوں کو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنا پڑا۔اور انہیں بالآخر اپنے نظریے سے رجوع کرنا پڑا۔اسکی کئی مثالیں موجود ہیں مگر یہاں فقیر (فاروقی) ایک ہی مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔اور مسئلہ یہ کہ"انسان کے جسم میں دو(2) دل (HEARTS) نہیں ہوسکتے" جب امریکی ڈاکٹروں نے دعویٰ کیا کہ دو شخص ایسے پا گئے ہیں کہ انکے جسم میں دو دل موجود ہیں۔اور سرجری کے ذریعے اس کا مشاہدہ کر چکے تھے۔اس انوکھے واقعے کی خبر پوری دنیا میں پھیل گئی ہندوستان کے اخباروں نے بھی اس خبر کو خوب شائع کیا۔اسلام دشمن قوتوں نے اس خبر سے اسلام کی حقانیت اور قرآن پاک کی آیت ﴿ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ﴾ کو جھٹلانے کی کوشش کی، ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی تو ان میں بڑا خلجان پیدا ہوا۔اور علماء اسلام سے اس مسئلہ میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے رجوع کرنے لگے۔اسی مسئلہ کے بارے میں مولانا نواب محمد سلطان صاحب نے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال کیا۔سوال یہ تھا۔

سوال۔زید کہتا ہے حال میں دو (۲) شخص ایسے پا گئے ہیں جن کے دو دو دل ہیں ڈاکٹروں نے بھی اسکو اپنے طور پر جانچ کیا ہے بکر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہوسکتے کیونکہ اللہ فرماتا ہے "ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ" اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔۔۔الآخر (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۷۵)

اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا!"قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و منشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہوسکتے دو بادشاہ در اقلیم نہ گنجند (ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے) (آیۂ کریمہ میں رجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و

استغراق ہے یعنی اللہ عزّ وجل نے کسی کے دودل نہ بنائے نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! الاوان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسدالجسد کله الا وھی القلب (صحیح بخاری، کتاب الایمان، صحیح مسلم)۔تو اگر کسی کے دو دل ہوں ان میں ایک ٹھیک رہے گا اور ایک بگڑ جائے تو چاہئے معاً ایک آن میں سارا نظام بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا اور یہ محال ہے جب دو دل میں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت وسکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کریگا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت (فالتو گوشت) ہے۔ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اسکی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بد گوشت (اضافی گوشت، یا خون کا لوتھڑا) بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ہاتھ میں تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے آدھی دوسرے دل میں تو جس وہ اصالۃً متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے"(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۷۵ تا ۷۷، جامع الاحادیث جلد ۱۰ ص ۴۹)۔امام اعلیٰ حضرت نے قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں میڈیکل سائنس کے ماہرین کو دعوت تحقیق دے کر ان کی رہنمائی فرمائی۔اور قرآن مجید فرقان حمید کی حقانیت کو واضح کر کے غیر مسلم سائنسدانوں کے تمام اعتراضات واشکالات کا رد لکھ کر اس وقت کے سائنسدانوں کو حیرت میں ڈال دیا۔کہ جس بد گوشت کا بصورت دل ڈاکٹروں نے انکشاف کیا ہے وہ دراصل دل نہیں بلکہ اضافی گوشت ہے۔کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔"ما جعل الله لرجل من قلبين فی جوفه"(الاحزاب ۴)"اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے"جب انسان کے اندر دو دلوں کے ہونے کا ڈاکٹروں نے بیان دیا اور قرآن مجید فرقان حمید کی آیات مبارکہ کو جھٹلانے کی کوشش کی تو کئی علماء نے اس آیت مبارکہ کی تاویلیں پیش کیں۔یہی اشکال جب دیوبندی مجدد حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کے سامنے بھی

پیش کیا گیا تو وہ ان الفاظ میں جواب دینے لگے۔

''اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو ما جعل ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی''۔ (بیان القرآن ص ۸۱۷)۔ تھانوی صاحب کے نزدیک آیت نزول کے بعد ممکن ہے۔ اعلیٰ حضرت کے نزدیک اگر واقعہ سچا ہو تو یہ بصورت دل بد گوشت (اضافی گوشت) ہے مگر یہ دل ہرگز نہیں اور دو دلوں کا ہونا نہ ماضی میں ممکن تھا نہ حال نہ مستقبل میں۔ اور تھانوی صاحب کے نزدیک اگر اگر واقعہ سچا ہو تو یہ ممکن ہے یعنی انسان کے اندر دو دل ہو سکتے ہیں۔ یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ (احقر فاروقی) تھانوی صاحب پر بلا وجہ تنقید کر رہا ہے۔ بلکہ مسئلہ کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ اس ضمن میں اسے بیان کرنا ضروری تھا۔ اشکال کا جواب دیتے وقت شائد تھانوی صاحب نے اس آیت کی شان نزول کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے تھانوی صاحب کے جواب پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ آیئے علماء دیوبند کے تفاسیر سے اسی آیت مبارکہ کی شان نزول دیکھتے ہیں۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔ ''آیات مذکورہ میں کفار میں چلی ہوئی تین رسموں اور باطل خیالات کی تردید ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب لوگ ایسے شخص کو جو زیادہ ذہین ہو یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دو دل ہیں'' (معارف القرآن جلد ۷ ص ۸۳) مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں ۔''یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارہ میں نازل ہوئی جس کو قریش ذوالقلبین کہتے تھے یعنی دو دل والا اس کا زعم یہ تھا کہ اس کے دو دل ہیں ایک دل تو تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا دل انکے ساتھ ہے گویا کہ وہ اس طرح اپنے نفاق اور دورنگی کی تاویل کیا کرتا تھا اسکے رد میں یہ آیت نازل فرمائی جس سے جاہلیت کی ایک معروف ومشہور جہالت کا رد فرمایا'' (معارف القرآن جلد ۶ ص ۲۲۴) مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب مذید لکھتے ہیں۔ ''یہ آیت جمیل بن معمر فہری کے بارہ میں نازل ہوئی جو قریش میں بڑا ہوشیار اور قوی الحافظہ آدمی تھا اس لئے قریش یہ کہا کرتے تھے کہ اس شخص کے دو دل ہیں اور وہ خود بھی یہی کہتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں اسی وجہ سے میں محمد ﷺ سے زیادہ عقل رکھتا ہوں مگر بدر کے دن جب مشرکین میں بھگدڑ پڑی تو جمیل اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ابوسفیان نے دیکھ کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ہے کہنے لگا میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ

دونوں جوتیاں پاؤں میں پہنا ہوا ہوں اس دن لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر دو دل ہوتے تو اس طرح نہ بھولتا یہ آیت اس زعم باطل کی تردید کے لئے نازل ہوئی جس میں صراحۃ بتلا دیا گیا کہ آدمی کے دو قلب نہیں ہوتے"۔ (معارف القران جلد ۶ ص ۲۲۴) اس آیت کی شان نزول پر غور کیجئے اور پھر امام اعلیٰ حضرت کے دل پر تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے تھانوی صاحب کے جواب کو بھی غور سے پڑ ر۔ تو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور قرآن مجید فرقان حمید پر کامل ایمان کا ثبوت واضح نظر آئے گا۔ کہ آج سائنس بھی اعلیٰ حضرت کے نظرئے سے متفق ہے۔ اور شان نزول کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت کا علمی جواب بھی لائق تحسین ہے۔ تھانوی صاحب کے جواب سے اگر اتفاق کیا جائے تو شان نزول کے اعتبار سے کئی اشکالات سامنے آجاتے ہیں۔ پہلا اشکال تو یہ ہے کہ اگر استقبال میں کوئی دو دل والا انسان پیدا ہونا ممکن ہو تو پھر اگر اسکا ایک دل اسلام قبول کرلے دوسرا کافر رہے تو اسے کیا سمجھا جائے گا! کافر یا مسلمان؟ کیونکہ اسلام قبول کرنے کے لئے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ضروری ہے۔ اور شان نزول میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوا ہے جو دعویٰ کرتا کہ انکا ایک دل مسلمانوں کے ساتھ ہے دوسرا مشرکین کے ساتھ اور قرآن مجید میں اسی نظرئے کی تردید موجود ہے۔ دوسرا اشکال جو سب سے اہم اور بنیادی ہے کہ اگر کوئی دو دلوں والا انسان پیدا ہو جائے اور وہی جاہلیت والے رسم کی اقتدا کر کے حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ عقل وفہم کا دعویٰ کرے تو تھانوی صاحب کے نزدیک کیا جواب ہوگا؟ حالانکہ اللہ عزّ وجل نے قرآن پاک میں ایسے ہی شخص کے دعوئے کو جھٹلایا ہے جو آپ ﷺ سے زیادہ عقل وفہم کا دعویٰ کرے۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ حضور ﷺ پورے کائنات میں سب سے زیادہ عقل وفہم رکھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض قدس سرہ اپنی کتاب "شفا" میں نقل کرتے ہیں کہ روایت میں مذکور ہے "اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر، انتہائے آفرینش تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے، وہ اس عقل کا ایک ذرّہ ہے جو سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کو بخشی گئی" (وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول ﷺ، ص ۱۰۴)۔ امام اعلیٰ حضرت سائنس مغربی دنیا سے بالکل متاثر نہ ہوئے بلکہ آپ کو قرآن پاک پر کامل اعتماد تھا۔ اور وہ سائنس کو اسلام کا تابع سمجھتا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کی تحقیق کو چیلنج کیا اور امریکی ڈاکٹروں کو اپنی غلطی تسلیم کرنی پڑی۔ برعکس اسکے کہ تھانوی صاحب نے سائنس کی تحقیق کو قبول کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی آیت میں تاویل کا راستہ اپنا کر

مستشرقین اور غیر مسلموں کو اعتراضات کا موقع دیا۔اور امام اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کے تجربات، مشاہدات کو رد کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی سچائی اور حقانیت اور شان مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا دفاع کر کے مجدد کا کردار ادا کیا۔محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے بھی معارف القرآن میں اعلیٰ حضرت کے نظریے مانتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر دو دل ہوں تو یہ اضافی گوشت ہوگا جسے دل نہیں کہ سکتے۔امام مجدد نے سائنس دانوں اور مغربی دنیا سے متاثر علماء حضرات پر واضح کیا کہ سائنس کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانش کی رقیب یا متبادل بن کر نہیں بلکہ ہمیشہ اسلامی اصولوں کی خادم بن کر رہے۔اسی لئے سائنس کو اعلیٰ حضرت کے نظریئے کے سامنے گھٹنے ٹھیکنے پڑے اور اس پر نئے سرے سے تحقیق کرنے لگے تو اب سائنس کے جدید تحقیق کے مطابق انسان کے جسم میں دو دلوں کا ہونا ناممکن ہیں۔کیونکہ اگر انسان کے جسم میں دو دل ہوں تو اسکے لئے لازم ہے کہ دوسرا جسم ہو، ورنہ ناممکن ہے کیونکہ خون کی وصولی اور ترسیل کے لئے پورا شریانی نظام چاہئے۔اور دو دلوں کے لئے دو جسموں کا ہونا ضروری ہے۔موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق دو دلوں والے انسان پیدا ہونے کا تصور ہی نہیں۔اسی لئے میڈیکل سائنس کے ماہرین جب دل پر تحقیق اور اسپشلائزیشن کرتے ہیں تو ان کے اس تحقیق میں دو دلوں کے بارے تعلیم کا کوئی subject ہی نہیں ہوتا۔اعلیٰ حضرت نے ان علماء کی بھی رہنمائی فرمائی جو سائنس دانوں کے بہکاوے میں آکر قرآن مجید فرقان حمید کے آیات میں تاویل دینے لگے اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس تاویل سے شان مصطفیٰ ﷺ کی عظمت پر معترضین کو اعتراضات کا موقع مل جائے گا۔تاویل تو تب قبول ہوتی ہے کہ تاویل خود تاویلات کا محتاج نہ ہو جب تاویل خود اشکالات کا سبب بنے تو ایسی تاویل کا کیا فائدہ؟ اعلیٰ حضرت کو میڈیکل سائنس کے مختلف علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔(۲) جذام بیماری کے بارے میں میڈیکل سائنس کی یہی رائے تھی کہ یہ متعدی (Communicable) بیماری ہے۔امام مجدد اعلیٰ حضرت وہ پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کر کے رہبر عالم اسلام کا اعزاز حاصل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ "جذام متعدی بیماری نہیں" اعلیٰ حضرت نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کے مطابق تحقیقی تصنیف "الحق المجتلی فی حکم المبتلی" لکھ کر شرف تقدم حاصل کیا۔ماہرین کے لئے اعلیٰ حضرت امام مجدد کی تحقیق گراں قدر سرمایا ہے۔جرمن لیڈی ڈاکٹر کرس شموزر اور راولپنڈی لیپروسی ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اعلیٰ حضرت کے جذام سے

متعلق نظریہ (غیر متعدی) کو خوش دلی سے سراہا ہے۔ (۳) ۱۸۹۶ء میں ایک پادری نے چیلنج کیا کہ ہم نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے، جو بتا دیتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا تو اللہ تعالیٰ کے علم کی کیا تخصیص ہے۔ کیونکہ قرآن کے بقول سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ حقیقت یہ ہے کہ الٹرا ساؤنڈ مشین منظر عام پر ہے اور یہ آلہ بھی بتا دیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ البتہ چند حالتوں میں یہ آلہ بتانے سے قاصر ہے۔ دور حاضر کے اس مسئلے کا مدلل و جامع جواب اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ نے اپنے رسالہ ''الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام'' میں دے کر سبقت حاصل کر لی ہے اعلیٰ حضرت امام مجدد نے اپنے اس تصنیف میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی علم اور برتری (Supremacy) کو برقرار رکھا ہے۔ مخلوق کے عطائی علم کی وضاحت کی ہے اور نفس مضمون سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کر کے فرمایا ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ علم کسی کو عطا نہیں فرماتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا اگر کہیں ایسا ہے تو نشان دو۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام مجدد نے میڈیکل کے مضمون جینٹکس (Genetics) ایمبریالوجی (Embryology) اور بالخصوص بچہ تین پردوں میں (within three layers fetal development) پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے، اور سائنسی آلہ الٹرا ساؤنڈ مشین کے متعلق لکھا ہے کہ ایسا آلہ ممکن ہوسکتا ہے۔ پھر سائنسی ایجاد کو فزکس کے قوانین انعکاس نور (Law of reflection of light) اور انعطاف نور (Law of refrection of light) کی بنیاد پر فامولیٹ کرتے ہوئے تخلیقی ایجاد کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی یہ تخلیقی ایجاد جہاں ماہرین کے لئے دعوت فکر ہے وہاں پر ملت اسلامیہ کیلئے قابل فخر بھی ہے۔ سائنس پر امام مجدد کی تحقیقات اور علوم کو کسی ایک مضمون میں سمانا ناممکن ہے اس کے لئے کئی جلدوں کی تصنیف درکار ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے سائنسی علوم پر تحقیقی تصانیف لکھ کر معروف سائنسدانوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہاں چند تصانیف کے نام ملاحظہ ہوں۔ ''نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان'' زمین ساکن ہے قرآنی ثبوت۔ ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' لکھ کر ہیئت دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کا بھرپور رد کر کے عبرتناک شکست دی ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو دنیا کے سامنے البرٹ ایف پورٹا کی نظریات کا پول کھل گیا۔ ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' ۱۰۵ دلائل سے نیوٹن، آئن سٹائن، کاپرنیکس وغیرہ کا رد۔ انہی دلائل کو دیکھ کر فخر پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان

صاحب ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء کو ادارہ تحقیقات احمد رضا کے نام اپنے پیغام میں لکھتے ہیں ''آپ (امام احمد رضا خان مجدد صاحب) کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پزیر اور محو گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں''۔(امام احمد رضا خان کانفرس کے موقع پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کا پیغام ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'' ص ۲)۔''الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ الحکمہ'' فلسفہ قدیم کا رد، ایٹم اور خلا کا اثبات۔''الکشف الشافیا فی حکم فونو جرافیا'' آواز کی دنیا میں حیرت انگیز تحقیق۔''الصمصام علیٰ مشکک فی آیۃ علوم الارحام'' جدید ایمبر یالوجی اور الٹرا ساونڈ مشین پر انوکھی تحقیق۔''الحق المجتلیٰ فی حکم المبتلیٰ'' جزام پر حیرت انگیز تحقیق۔''تیسر الماعون لسکن فی الطاعین'' طاعون پر بہترین تحقیق۔''مقامع الحدید'' میں Gastrointestinal physiology میڈیکل ایمبر یالوجی پر خوبصورتی سے بحث کی ہے۔ اسکے علاوہ تقریبا ۱۰۰ سے زائد کتب صرف جدید سائنسی علوم پر لکھی ہیں۔صرف فتاویٰ رضویہ ۳۳ جلدوں پر مشتمل ایک ایسا شاہکار ہے جو فقہ حنفیہ کا انسائیکلو پیڈیا بھی ہے اور جدید مسائل، معاشی، معاشرتی، سیاسی، سائنسی، علوم کا خزانہ بھی ہے۔اعلیٰ حضرت امام مجدد کی علمی وسعت دیکھ کر علماء دیو بند بھی انگشت بدنداں ہیں اس حیرت کا اظہار علماء دیو بند کے مشہور مورخ ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ مفتی سعید خان دیو بندی ان الفاظ میں کرتا ہے۔''لیکن جناب احمد رضا خان صاحب کی کتابوں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کو پڑھ کر دماغ میں ہمیشہ یہ سوال اٹھا کیا کہ جس کثرت سے جناب احمد رضا خان صاحب کتابوں پر کتابوں کے حوالے دیے چلے جاتے ہیں آخر ان کے پاس یہ کتابیں تھیں کہاں؟ اگر ان کا ذاتی کتب خانہ واقعی اتنی کتابوں اور مخطوطات سے بھرپور ہوتا تو جگ میں دھوم مچ جاتی۔یا پھر ان کے آبائی شہر بریلی میں اتنا بڑا کتب خانہ تھا؟ یا بریلی کے محلے کتب خانے میں اتنی کتابیں تھیں کہ ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں؟ ان کا انتقال صرف ۹۰ برس پہلے ۱۹۲۱ء ہی میں تو ہوا۔وہ کوئی زیادہ قدیم دور کی گزری ہوئی شخصیت بھی نہیں ہیں کہ تحقیق مشکل سے ہو سکے پھر ان کے کتب خانے کا کوئی سراغ کیوں نہیں ملتا؟

ممکن ہے کہ اس سوال کا کوئی جواب ہو اور ہمارے مطالعے میں نہ آیا ہو۔امید ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء کرام اس سوال کا کوئی تسلی بخش اور مستند جواب تحریر فرما سکیں گے۔''(قیام دارالعلوم دیو بند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۳۰)۔اعلیٰ حضرت امام مجدد کے زمانے میں کرنسی نوٹ کا مسئلہ آگیا۔مکہ معظمہ کے مفتی احناف

حضرت مولانا جمال الدین بن عبداللہ جیسے علماء نے بھی اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے سے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا'' کہ علم علما کی گردنوں میں امانت ہے یعنی کہ وہ علما دفن ہو چکے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں اعلیٰ حضرت کے علمی جلالت سے متاثر ہو کر مولانا عبداللہ مراد اور مولانا محمد احمد جداوی نے امام مجدد کی خدمت میں نوٹ کے متعلق بارہ سوالات پر مشتمل استفتار پیش کیا امام اعلی حضرت الکفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم لکھ کر علماء کو حیران کر دیا اور علماء عش عش کر اٹھے۔ مفتی عبداللہ بن صدیق مچل کر پکار اٹھے این جمال بن عبدالله من هذا النص الصریح۔ جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے۔ اعلیٰ امام مجدد کے ان مخالفین کیلئے لمحہ فکریہ جو اعلیٰ حضرت کے عقائد ونظریات پر ہر وقت تنقید کرتے رہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت پر بدعات کا الزام لگاتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت کے نظریہ کو بدعت کہہ کر کرنسی نوٹ کا بائیکاٹ کریں اور بدعات سے بچنے کا ثبوت دیں۔ مگر یہ مخالفین کبھی ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ اس سے ان کے پیٹ کو تالہ لگ جائے گا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت کو علوم ہیئت، توقیت، نجوم، اور جفر میں بھی کمال کی دسترس حاصل تھی۔ مولانا غلام حسین صاحب ہیئت اور نجوم کے ماہر۔ ایک دن امام مجدد کے ہاں تشریف لائے اور باہمی گفتگو کے دوران ستاروں کے وضع سے بارش کے متعلق گفتگو ہوئی اعلیٰ حضرت نے پوچھا آپ کے نزدیک بارش کا کیا اندازہ ہے؟ مولانا نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آئندہ ماہ ہو گی۔ یہ کہہ کر زائچہ امام مجدد کے سامنے پیش کیا۔ امام مجدد نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہیں کیا آپ ستارں کی چال نہیں دیکھتے؟ امام مجدد نے فرمایا سب دیکھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ستارے بنانے والے کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے کلاک لگا تھا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے سوا گیارہ بجے ہیں فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے جواب ملا پونہ گھنٹہ۔ امام مجدد نے فرمایا اس سے پہلے نہیں؟ کہا نہیں ٹھیک پونہ گھنٹہ کے بعد بارہ بجیں گے یہ سن کر امام مجدد اٹھے اور بڑی سوئی گھما دی فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ امام مجدد نے فرمایا مولانا آپ نے کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ یہ اب کیسے بارہ بج گئے؟ مولانا نے کہا آپ نے کلاک کی سوئی گھما دی۔ ورنہ اپنے سے پونہ گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ امام مجدد نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک

دن تو کیا ابھی بارش برسادے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف گنگھور گھٹا چھا گئی اور پانی برسنے لگا۔ غرض امام مجدد کا اعتقاد اس قسم کے علوم پر ایسی ہی نوعیت کا تھا۔ اصل قدرت اللہ عزوجل کیلئے مانتے تھے۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور قرآن وحدیث پر کامل یقین تھا۔ اور اسی کامل یقین کی بنیاد پر وہ ہر علمی میدان میں سرخرو رہے۔

